www.KitaboSunnat.com

مودودیت، کفاءت، حرمت مصاہرت

ایک صاحب لکھتے ہیں کہ :

ا۔ ہمیں آپ سے گہری دلچسپی ہے مگر سنتے ہیں کہ آپ "مودودی" صاحب کے مقلد بھی ہیں۔ اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید حرام ہے تو ان کی کیوں جائز ہے؟

ب۔ رسائل و مسائل حصہ دوم میں مولانا مودودی نے "شادی بیاہ میں کفاءت کا لحاظ" کے عنوان سے "فقہی کفاءت" کی ضرورت اور اہمیت کے لیے نقلی اور عقلی دلائل دیے ہیں۔

نقلی دلائل - نقلی دلائل میں یہ حدیثیں لکھی ہیں۔

لا تنکحوا الا الاکفاء (دارقطنی و بیہقی) یاعلی ثلث لا ہا الصلوٰۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت کفاء (ترمذی۔ حاکم) تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء (حوالہ درج نہیں) قول عمرؓ: لا منعن فروج ذوات الاحساب الا من الاکفاء۔ (کتاب الآثار امام محمد)

عقلی دلیل - اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عقل کا صریح تقاضا ہے کہ رشتے بے جوڑ نہ ہو۔ اخلاق، دین خاندان، معاشرتی اقدار مثلاً عزت و حیثیت و مالی حالات میں مماثلت کم و بیش ہی سہی، ضرور ہونی چاہیے۔ ورنہ نباہ شایانِ شان مشکل ہوگا۔ یہ باتیں کہاں تک صحیح ہیں؟

ج۔ ایک شخص اگر اپنی بیوی کی ماں سے ناجائز تعلق قائم کرتا ہے تو کیا اس پر اس کی بیوی حرام ہو جاتی ہے؟ بینوا توجروا۔ (ملخصاً)

الجواب

ا۔ **تقلید** - مولانا مودودی سے حسنِ ظن رکھتا ہوں کہ موصوف

۱۔ اہل علم ہیں، اس لیے ان کی علمی بصیرت، تجربات اور تخلیقات سے استفادہ کرتا ہوں مگر ان سے اختلاف کرنے کو ناجائز تصور نہیں کرتا، کیونکہ جیسا کہ دوسروں کا حال ہے، ویسے ہی مولانا بھی معصوم یا محفوظ عن الخطاء نہیں ہیں۔ نہ وہ خود اپنی عصمت کے قائل ہیں۔ بلکہ اختلاف کا حق دیتے بھی ہیں اور مانگتے بھی ہیں، جسے سمجھنے کی بہت کم کوشش کی گئی ہے۔ اس لیے ناحق ان پر لے دے ہوتی رہتی ہے جو مجھے اچھی نہیں لگتی کیونکہ جس کے وہ مدعی نہیں ہیں، اسی کی ان کو سزا دی جا رہی ہے۔

دراصل مولانا مودودی ایک آزاد حنفی ہیں، جیسے شاہ ولی اللہ اور مولانا عبدالحی لکھنوی۔ جس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح احناف ان دونوں بزرگوں کے اختلاف کو "شاذ" تصور کرتے ہیں اسی طرح وہ ان کے اختلاف سے بھی بدکتے ہیں، بہرحال یہ ان کے گھر کا مسئلہ ہے، یہ جانیں یا وہ، ہمیں مولانا کے صرف "اقامتِ دین" کے پہلو سے دلچسپی ہے۔ باقی رہے آپ کے دوسرے پہلو؟ وہ سو بعض قابلِ اخذ ہیں اور بعض قابلِ ترک۔ (اقول کما قال مجاهد وابن عباس۔

لیس احد بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا یوخذ من قولہ ویترک الا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (جزء القراءۃ بخاری ص)

(۲) دوسرا یہ کہ مولانا موصوف "اقامتِ دین" کے لیے کوشاں ہیں، اس لیے اس میں ان سے تعاون کرنے کو سعادت بلکہ دینی فریضہ تصور کرتا ہوں جس طرح کہ ہمارے صادق پوری بزرگوں نے حضرت سید احمد شہیدؒ کے ساتھ تعاون کیا اور پھر اس کا حق ادا کر دیا اور جس طرح بعض مسائل اختلاف کا طوفان کھڑا کر کے سید شہید کی تحریکِ اقامتِ دین کو نقصان پہنچا کر کچھ دین پسندوں نے کچھ ہوش مندی کا ثبوت نہیں دیا تھا، وہی اندیشہ ہمیں یہاں بھی ہے، جو اختلاف علمی ہو مبارک ہوتا ہے جو سیاسی اغراض اور مسلکی عصبیت اور مصالح کے محور پہ گھومتا ہے وہ حجاج کی تلوار ثابت ہوتا ہے۔ جس سے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ پس اگر آپ نے ان حدود کو ملحوظ رکھا تو پھر آپ کا اختلاف بھی رحمت اور اتفاق بھی مبارک ورنہ "یہ رحمت نہ وہ مبارک)

ب۔ **مسئلہ کفاءت** ۔ ہمارے نزدیک اسلام میں "دین اور خلق" کے سوا کفاءت میں اور کوئی چیز ملحوظ نہیں ہے، مولانا مودودی یا دوسرے فقہائے کرام علیہم الرحمۃ نے مزید جن امور کی نشاندہی فرمائی ہے انہیں میں سرپرستوں کی مقامی صوابدید اور احتیاطی تدابیر کی بات تصور کرتا ہوں جیسا کہ ہر سرپرست اپنی اولاد کے سلسلے میں سوچتا ہے، ہاں اگر کوئی صاحب ان کو شرعی قیود تصور فرماتے ہیں، تو ہمیں ان سے اتفاق نہیں ہے۔ بلکہ خود مولانا مودودی بھی سب شرائط میں ان سے متفق نہیں ہیں۔

مولانا مودودی نے جن دلائل کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے اکثر ثبوت کی حد تک کمزور ہیں اور کافی کمزور بھی اور جو صحیح ہیں، وہ فقہاء کی مصطلح کفاءت میں واضح نہیں ہیں۔

حدیث اول:۔ یہ روایت حد درجہ ضعیف ہے، اس کا راوی مبشر بن عبید ہے۔ امام دارقطنی نے یہ روایت ذکر فرما کر کہا ہے کہ: مبشر متروک ہے (دارقطنی ۲۹۲) امام احمد ابن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ اس کی حدیثیں جھوٹی اور من گھڑت ہوتی ہیں، امام ابن القطان فرماتے ہیں کہ بات وہی ہے جو امام احمد نے فرمائی ہے

(وا سند البیھقی فی المعرفۃ عن احمد بن حنبل انہ قال احادیث مبشر بن عبید موضوعۃ کذب انتہی قال ابن القطان فی کتابہ وھو کما قال (نصب الرایۃ ص۱۰۶ ج۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں یہ راوی جھوٹا ہے۔

اسنادہ واہٍ لان فیہ مبشر بن عبید وھو کذاب (الدرایۃ ص۲۲۲)

اس کا دوسرا راوی حجاج ہے، ضعیف بھی ہے اور ضعیف راویوں کے سلسلے میں تدلیس بھی کرتا ہے۔

وھو ضعیف ویدلس علی الضعفاء (نصب الرایۃ ص۱۹۶ ج۳)

دوسری حدیث:۔ یہ روایت ترمذی اور مستدرک حاکم میں ہے، امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے۔

اخرجہ الترمذی والحاکم باسناد ضعیف (الدرایۃ ص۲۲۲)

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے، سند متصل نہیں ہے (یعنی منقطع ہے)

حدیث غریب وما اری اسنادہ متصلا (ترمذی ص۱۲۶)

کیونکہ محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب کا سماع دادے سے ثابت نہیں ہے۔

روایۃ عن جدہ مرسلۃ (تقریب ص۶۶۳)

اگر سند متصل ہو تو اس کی روایت حسن رہتی ہے، صحیح کے درجہ کی نہیں ہوتی۔

قال ابن القطان: فاذن حدیثہ حسنا یعنی لا یبلغ الصحۃ (میزان ص۶۶۸ ج۳)

اس سے نچلا راوی جہنی ہے امام ابوحاتم فرماتے ہیں مجہول ہے (تہذیب)

تیسری روایت:۔ یہ روایت حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، ابن ماجہ، حاکم، بیہقی میں ہے۔ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے (جامع صغیر ص۱۲۹ ج۱) لیکن یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ اس کا ایک راوی حارث بن عمران جعفری ہے، امام ابن حجر فرماتے ہیں یہ ضعیف ہے، ابن حبان فرماتے ہیں یہ صاحب حدیثیں گھڑا کرتے تھے (تقریب ص۸۹) امام ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ راوی ضعیف ہے، اصل میں یہ روایت منقطع (مرسل) ہے۔ (میزان ص۴۳۹ ج۱)

امام زیلعی حنفی فرماتے ہیں یہ روایت حضرت عائشہؓ، حضرت انسؓ اور حضرت عمرؓ سے روایت کی گئی ہے مگر یہ سب ضعیف ہیں اور اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہیں۔

وھذا روی من حدیث عائشۃ ومن حدیث انس ومن حدیث عمر بن الخطاب من طرق عدیدۃ کلھا ضعیفۃ (نصب الرایۃ ص۱۹۷ ج۳)

جامع صغیر میں بحوالہ ابن عدی اور ابن عساکر بھی یہ روایت ذکر کی گئی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی (ض) نشان لگا دیا ہے یعنی ضعیف ہے ص۱۲۹)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی روایت:۔ یہ روایت جیسا کہ مولانا موصوف نے فرمایا ہے، کتاب الآثار (امام محمد) میں ہے لیکن اس کا ایک راوی مجہول ہے۔

سند یہ ہے:۔

اخبرنا ابوحنیفۃ عن رجل عن عمر بن الخطاب الحدیث (کتاب الآثار باب تزویج الاکفاء)

اس لیے یہ روایت بھی قابلِ احتجاج نہیں ہے۔

فقہی کفارت:۔ یہ تو احادیث کی روایتی حیثیت ہے، باقی رہی معنوی حیثیت؟ سو وہ اس مفہوم میں ناطق نہیں ہیں جو فقہاء یا مولانا موصوف نے بیان کی ہیں۔ ہمارے نزدیک اس کفو سے مراد "دین اور خلق" ہیں جو جوڑے کے مابین مناسب مماثلت ہے! کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تعلیم دی ہے، اسے عملاً بھی متشکل کرکے دکھایا ہے۔ آپ نے قریشی خاتون کی شادی غیر کفو میں اور وہ بھی ایک غلام سے کر دی تھی۔

جب حدیثیں بیان کی جائیں تو ضروری ہوتا ہے کہ ان کی روایتی حیثیت بھی بیان کی جائے، کیونکہ اس کے بغیر نہ طمانیت حاصل ہوتی ہے نہ اتمام حجت ہوتا ہے۔ جس کا یہاں التزام نہیں کیا گیا۔ یہ حدیثیں زیادہ تر نصب الرایہ سے ماخوذ ہیں اور اس میں ان کی روایتی حیثیت بھی مذکور ہے۔

عقلی دلیل۔ عقل و درایت مشعلِ راہ ہے، منزل نہیں ہے اس لیے بیان کردہ احادیث کے سلسلے میں "وجوہِ طمانیت" تلاش کرنا تو مبارک ہوتا ہے، لیکن وہ کتاب و سنت پر قاضی نہیں ہوتی۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے عقل کے ذریعے کچھ محاکمے منقول ہیں، مگر وہ قرآن و حدیث کی عدم موجودگی کی بات ہے، گویا ایک مقامِ معذرت تھا تاہم ائمہ دین نے اس کا خیر مقدم نہیں کیا، اور "اہل الرائے" کے نام سے آپ کا ذکر کرکے انھوں نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔

امام صاحب کے بعد آپ کے تلامذہ اور مقلدین نے اس کو دلیل بنا کر بہت سے ایسے اصول بنا ڈالے جن کے ذریعے واضح اور صحیح احادیث سے پیچھا چھڑانا آسان ہو جاتا ہے: قال الشاہ عبدالعزیز محدث الدہلوی۔

من اللطائف التی قلما ظفر بہا جدلی لحفظ مذہبہ ما اخترعتہ المتاخرون لحفظ مذہب ابی حنیفۃ وھی عدۃ قواعد یردون بہا جمیع ما یحتج بہ علیہم من الاحادیث الصحیحۃ (فتاوٰی عزیزیہ مٹ)

حضرت شاہ ولی اللہ کا نظریہ ہے کہ یہ رنگ معتزلیوں کی وجہ سے حنفیوں میں عام ہوا:۔

ولا یعلم ان اول من اظہر ذلک فیہم المعتزلۃ ولیس علیہ بناء مذاہبہم ثم استطاب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلك المتاخرون (حجۃ اللہ ص۱۲۳)

خاص کر حضرت امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں "نظر" کے تحت اس کے لیے جو راہ ہموار کی ہے متاخر احناف نے اس سادہ سی راہ کو اور کشادہ بنا دیا ہے، ماضی قریب میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے احکامِ دینیہ کی حکمت اور فلسفہ بیان کرتے ہوئے جو اسلوب اختیار کیا ہے، اس سے گو احادیث کا رد تو بہت کم ہوتا ہے "تاہم اس سے دل کے بجائے دماغ کو زیادہ غذا ملتی ہے جو بہرحال کسی بھی وقت غلط ہو سکتی ہے، پیر رومی کے نزدیک یہ پائے چوبیں ہے۔ اس لیے اکابر اہل حدیث کا یہ نظریہ ہے کہ جہاں تک شاہ ولی اللہ محدث کا تعلق ہے اس سے تو ہمیں خصوصی دلچسپی ہے لیکن حکیم، صوفی اور فلسفی شاہ ولی اللہ کی حیثیت سے محترم ہونے کے باوجود وہ ہمارے درد کی دوا نہیں ہیں۔

متداول عقل و حکمت کے سلسلے میں یہ گزارشات ہم نے صرف اس لیے عرض کی ہیں کہ یہ بلا عام ہے، مولانا موصوف نے بھی اپنی نگارشاتِ عالیہ میں اس سے زیادہ کام لیا ہے۔ جیسا کہ یہاں پر بلکہ روایا کے سلسلے میں مولانا جو تساہل برتتے ہیں، وہ بھی صرف اسی عقل و درایت کے سہارے پر برتتے ہیں کیونکہ جب آپ اس پہلو سے مطمئن ہو جاتے ہیں تو پھر روایات کی روایتی حیثیت سے بھی وہ بحث کرنے کی ضرورت محسوس نہیں فرماتے جس سے بہرحال ہم مطمئن نہیں ہیں ـــــ گو بالکلیہ ہم اس پہلو کو بھی مسترد نہیں کرتے اور نہ جزوی حد تک، ہم اس کی افادی حیثیت کے منکر ہیں لیکن ہم نے یہ محسوس کیا ہے کہ ذہن اور عقل و خرد کے اس کھیت سے وہ صدیق اور قدسی صفات گروہ نہیں ابھر سکتا جو "حزب اللہ" کہلا سکتا ہے، اور ان کے دیکھنے سے خدا یاد آسکتا ہے۔ باتوں سے دل تو شاید کوئی موہ لے لیکن دل کی مشعلیں بھی اس سے روشن ہو جائیں؟ مشکل ہے۔ عہدِ حاضر میں کمی علم و حکمت کی نہیں ہے بلکہ انہی دیوانوں کی ہے۔

جس عقلی دلیل کے ذریعے فقہی کفارت کا اثبات کیا گیا ہے، ہمارے نزدیک وہی اس کے ابطال کے لیے بھی کافی ہے۔ کفارت کی تقریباً تقریباً ساری اقسام عہدِ جاہلیت میں بھی پائی جاتی تھیں، نہیں تھی تو دینی اور اخلاقی مکرمت کی بات نہیں تھی حالانکہ اصل یہی تھی، اس لیے اسلام نے اسی بات پر زیادہ زور دیا ہے کہ بس اسی کو ملحوظ رکھو کیونکہ عائلی زندگی کی عافیتیں اسی سے وابستہ ہیں۔ اس کے بغیر حسب و نسب اور جمال کی باتیں، صرف باتیں ہی رہتی ہیں۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ فقہی کفارت کا التزام کرنے کے باوجود اتنی رسوائیاں دیکھی ہیں کہ الامان والحفیظ، جہاں مسنون کفارت کو ملحوظ رکھا گیا ہے وہاں یہ ضرور محسوس ہوا ہے کہ نباہ نہ ہو سکنے کے باوجود "بدتمیزی" دیکھنے میں نہیں آئی بلکہ یوں ہوا جیسے ایک گرہ تھی جسے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بس کھول دیا گیا۔ اور بس۔ ہمارے نزدیک "مسنون کفارت" کی یہ بھی ایک کرامت ہے، فللہ الحمد۔

کفوء: کفو کسی چیز کی نظیر یا ہم پلہ ہونے کا نام ہے۔ باقی رہا یہ کہ کس حیثیت سے اور کن کن پہلوؤں سے؟ سو حنفی فقہاء نے تو اس کو "بحر محیط" بنا ڈالا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں کہ: نسب، حریت، اسلام، دیانت، مال اور حرفت کے لحاظ سے کفو ملحوظ رہنی چاہیے۔

والكفاءة تعتبر نسبا .... وحرية واسلاما وابوان فيهما كالآباء وديانة ومالا وحرفة (كنز الدقائق منہا فصل في الاكفاء كتاب النكاح)

ستم ظریفی یہ کہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کفارت میں باقی تو سب کچھ معتبر ہے لیکن "دین" میں مماثلت ضروری نہیں کیونکہ اس کا تعلق آخرت سے ہے دنیا سے نہیں ہے۔

وقال محمد لا يعتبر لانه من امور الآخرة فلا تبتنى احكام الدنيا عليه (هدايه ص۳۲۰)

نہایہ میں ہے کہ ایک روایت امام ابو حنیفہ سے بھی یہی ہے۔

روى عن ابي حنيفة رواية اخرى انه مع محمد في انه غير معتبر (نهايه)

فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ کفو صرف مردوں میں تلاش کرنے کی ضرورت ہے، عورتوں میں ضروری نہیں۔

من جانبه اى الرجل لان الشريفة تابى ان تكون فراشا للدنى ولذا لا تعتبر من جانبها

(رد المحتار شرح تنویر الابصار ص۱۶۷)

اس کے علاوہ پاک و ہند کے مسلمانوں کے متعلق تو لکھا ہے کہ اب یہاں "نسب" کے لحاظ سے کفو کی تلاش ہی فضول ہے کیونکہ اب یہ یقینی نہیں رہا۔

وانما خص الكفاءة في النسب بالعرب لان العجم ضيعوا انسابهم (شرح وقايه ص۲۱)

کچھ اکابر نے عجم میں بھی بعض انساب کی نشاندہی کی ہے، مگر اس سلسلے میں یقینی بات کہنا کچھ آسان کام نہیں ہے۔

اگر فقہاء کی تجویز کردہ کفارت کو ملحوظ رکھا جائے تو ملی وحدت عجمی چھوت چھات کے ہاتھوں پٹ جائے۔ بہرحال ہمارے نزدیک کفارت مطلوب ہے لیکن صرف (۱) دین (۲) اور اخلاق میں — مختصراً دلائل یہ ہیں۔

قرآن: سب سے پہلے تو کفاءت کے تصور سے ہی بالاتر ہو کر قرآن نے "دل پسند" کی قید لگائی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ (البقرة)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو پھر نکاح کرو جو اور عورتیں تم کو خوش لگیں، دو دو اور تین تین اور چار چار۔

ظاہر ہے یہ بالکل مطلق ہے، اس کو کفاءت سے بوجھل کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس کے بعد موازنہ پیش کیا تو صرف یہ کہہ کر کہ:۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ (پارہ ۱۸ ۔ النور ع)

گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہوتی ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے۔

آیت مذکورہ میں جوڑے کی ان خصوصی صفات کی نشان دہی کی گئی ہے جو ان کے لیے مطلوب ہیں۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ۔

مومن اور مومنہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

یہاں بھی تعلق کی بنیاد "ایمان" کو قرار دیا گیا ہے۔

پھر خدا کے ہاں سب سے جو محترم ہے وہ متقی ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (پ حجرات ع)

جوڑے کے لیے "معزز" کی تلاش ہوتی ہے سو خدا کے نزدیک وہ ہوتا ہے جو سب سے متقی ہوتا ہے۔ ظاہر ہے تلاش بھی اسی کی چاہیے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (پ ۲۶ ۔ حجرات ع)

مسلمان تو بس (آپس میں بھائی) بھائی ہیں۔

بھائی بھائی ہونا، بنیادی کفاءت ہے جو کسی دوسری خارجی قید کا متحمل نہیں ہے۔ احادیث سے بھی اس تصور کی تائید ہوتی ہے۔

احادیث:۔ خاندانی شرافت کفاءت کا جز شمار ہوتی ہے، لیکن ایک صحابی نے حضورؐ سے پوچھا کہ حضورؐ ایک عورت مجھے ہاتھ لگی ہے گو بانجھ ہے پر خاندانی ہے اور حسین ہے، کیا اس سے شادی کروں؟ فرمایا نہیں، تین دفعہ یہ باتیں ہوئیں، آخر میں آپ نے فرمایا: جو بچے جننے والی ہو وہ کرو۔

۱۔ جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی اصبت امرأۃ ذات حسب وجمال وانها لا تلد فَاَتَزَوَّجُهَا؟ قال لا ...... فقال تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم

(ابوداؤد)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ دینی پہلو ملحوظ رکھنا چاہیے جو آخرت کی سرفرازی کا بھی موجب ہو۔ اور دنیوی عافیت کا بھی۔

۲۔ نکاح میں چار چیزیں سامنے ہوتی ہیں (۱) وہ مال و دولت والے ہوں (۲) خاندانی ہوں (۳) حسین ہوں (۴) اور دیندار ہوں۔ حضور کا ارشاد ہے: بس دیندار خاتون حاصل کیجیے۔

فاظفر بذات الدین (بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

۳۔ ایک اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے۔ حسب (خاندانی شرف) عمل صالح کا نتیجہ بھی ہو بلکہ اس کا تعلق زیادہ تر بعض دولت کی مقدار پر ہے۔

الحسب المال والکرم التقوی (حاکم عن سمرۃ)

بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں:

ان احساب اهل الدنیا الذی یذهبون الیه المال (نسائی واحمد عن بریدۃ)

گویا کہ جس کی جیب بھاری ہوتی ہے، دنیا اسے معزز اور خاندانی تصور کرتی ہے۔ اس لحاظ سے "نسب اور حسب" کو کفوء شرعی کا حصہ قرار دینا، اسلامی روح اور معنویت کے خلاف ہے۔ کیونکہ ایمان اور عمل صالح کو جو بنیادی حیثیت حاصل ہے، وہ اب معیار نہیں رہیں گے بلکہ وہ بن جائیں گے جو جاہلی تھے اور جن کو اسلام مٹانے کے لیے آیا تھا۔ کیونکہ یہ سب نخوت جاہلیہ کی باتیں ہیں۔

قال صلی اللہ علیہ وسلم لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لابیض علی اسود ولا لاسود علی ابیض الا بالتقوی (زاد المعاد)

۴۔ حضور کا ارشاد ہے جس شخص کے دین اور اخلاق سے آپ خوش ہیں اگر وہ رشتہ مانگے تو اسے دے دو، اسے دے دو (تین بار کہا)۔ ورنہ فتنہ اور فساد جنم لیں گے۔

اذا اتاکم من ترضون دینه وخلقه فانکحوه الا تفعلوه تکن فتنة وفساد کبیر قالوا یا رسول اللہ وان کان فیه؟ قال اذا جاءکم من ترضون دینه وخلقه فانکحوه ثلث مرات (ترمذی وقال حسن غریب)

تعامل: جن روایات میں کفوء کا ذکر آتا ہے، وہ مجمل ہیں، حضور اور صحابہ کے تعامل کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کیا کیا کرتے تھے۔ ذیل کی روایات فقہی کفاءت کی تائید نہیں کرتیں۔

حضرت فاطمہ بنت فہریہ قریشی خاندان سے تھیں مگر آپ نے اسے حضرت اسامہؓ کے نکاح میں دلایا تھا (زاد المعاد ۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابا ہند حجام (سینگی لگا کر خون نکالنے والے) اور غلام تھے، آپ نے اس کے رشتے کے لیے عرب کے معزز قبیلے بنو بیاضہ سے سفارش کی تھی: انکحوا اباھند وانکحوا الیہ (زاد المعاد ۴؍۲۱)

حضورؐ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش کا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا تھا جو غلام تھے (زاد المعاد ۴؍۳ فصل فی الکفاءۃ)

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی ہمشیرہ (ہالہ بنت عوف) سے شادی کی تھی۔

عن حنظلۃ عن امہ قالت رأیت اخت عبد الرحمٰن بن عوف تحت بلال (دارقطنی)

حضرت ابو حذیفہ بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بھتیجی حضرت سالم کو بیاہ دی تھی جو ایک انصاری خاتون کے غلام تھے۔

ان اباحذیفۃ ...... تبنّی سالما وانکحہ ابنتہ اخیہ .... وھو مولیٰ امرأۃ من الانصار (بخاری وغیرہ)

ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کفؤ کا کوئی مفہوم ہے بھی تو وہ شافعی اور حنفی فقہاء کی کفاءت نہیں ہے بلکہ صرف دین اور اسلامی کیریکٹر اور اخلاق کی کفاءت ہے۔

جس کفاءت کی فقہاء نے نشاندہی کی ہے، ہمارے نزدیک ایمان، اور حسنِ عمل کے مستقبل کے لیے نقصان دہ ہے، اگر رشتے ناطے میں فقہی کفاءت کے بجائے "نبوی اور دینی کفاءت" کو ضروری قرار دیا جاتا تو آج مسلمان کا بازارِ عمل یوں نہ سرد پڑ جاتا، مگر افسوس! اس کو نظر انداز کرنے کے بعد دنیا آج دوسرے دنیادارانہ تکلفات کے اہتمام میں لگ گئی ہے۔ اور اس کے جو نتائج سامنے آئے ہیں آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں، کاش! کوئی آنکھیں کھولے!

ج۔ ساس سے ناجائز تعلق۔ یہ حرمتِ مصاہرت کا مسئلہ ہے، شوافع اور اہل حدیث اس کے قائل نہیں ہیں، حنفی قائل ہیں۔ صحیح مسلک پہلا ہے کیونکہ حضورؐ کا ارشاد ہے: حرام، حلال کو حرام نہیں بناتا۔

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا یحرم الحرام الحلال (ابن ماجہ باب لا یحرم الحرام الحلال والدارقطنی ۲؍۴۰۲)

علامہ سندھی لکھتے ہیں اس کا راوی عبداللہ بن عمر ضعیف ہے (حاشیہ ۱؍۶۲۲)

لیکن امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ نافع میں ثقہ ہے جیسا کہ یہاں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ